ملا مسکین
ضرب مومن کراچی

شجر سایہ دار

بقیۃ السلف کی رحلت ایک عظیم سانحہ

استاذ العلماء، بقیۃ السلف، شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب بھی خلد آشیانی ہوگئے۔ انا للّٰہ وا نا الیہ راجعون۔ ویسے تو اس جہان ہست وبود میں جوبھی آتا ہے، جانے کے لیے ہی آتا ہے، ہر ذی روح بلکہ ہر مخلوق کے لیے فنا مقدر ہے۔ یہاں ہر روز کروڑوں انسان پیدا ہوتے اور کروڑوں تہ خاک چلے جاتے ہیں۔ کسی کے آنے جانے سے میخانہ عالم کے ہنگامے کم وبیش نہیں ہوتے، مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا وجود گلشن ہستی کے لیے رنگ ونور کا استعارہ ہوتا ہے اور جن کے جانے پر جام و پیمانہ مدتوں رویا کرتے ہیں۔ اس دور میں بھی اکا دکا ایسے لوگ موجود ہیں جن کی ذات ہزاروں لاکھوں لوگوں کے لیے ایک شجر سایہ دار کی حیثیت رکھتی ہے جس کی چھاؤں میں غم وآلام زندگی کی کڑی دھوپ کے ستائے لوگ پناہ ڈھونڈتے اور راحت پاتے ہیں۔ حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب کا شمار بھی ایسے ہی لوگوں میں تھا جن کی ذات سے محبتوں اور عقیدتوں کا ایک جہاں وابستہ تھا۔ خاص طور پر صوبہ خیبر پختونخوا کے دینی حلقوں، علماء، طلبہ اور دعوت و عزیمت کے قافلے سے تعلق رکھنے والوں کے لیے آپ کی ہستی ایک چشمہ شیریں کی طرح تھی جس سے سب کو بقدر حظ ونصیب سیرابی ملتی تھی۔

ڈاکٹر صاحب کی مقبولیت

مولانا کے جنازے میں جس طرح ایک انبوہ عظیم اکوڑہ خٹک کی بستی میں اُمڈ آیا اور ماضی کے بزرگوں کے جنازوں کی یاد تازہ ہوگئی، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا کو کتنی مقبولیت اور شان محبوبیت سے نوازا تھا۔ مولانا کی وفات پر اہل خیبر پختونخوا کا دکھ ان چڑیوں کے دکھ جیسا ہے جن سے اچانک وہ شجر چھین لیا گیا ہو جہاں ان کا بسیرا ہوتا تھا۔

ایندھن کے لیے کل جو یہاں کٹ کے گرا ہے چڑیوں کو بہت پیار تھا اس بوڑھے شجر سے اسی سال

نئے تعلیمی سال کے افتتاح کے موقع پر راقم بھی مخدوم محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی خصوصی شفقت کے نتیجے میں جامعہ حقانیہ میں حاضر ہوا۔

ایک باغ و بہار شخصیت

جامعہ کے وسیع وعریض دارالحدیث ایوان شریعت میں تقریب تھی۔ ہال ملک بھر سے آئے ہوئے نئے اور پرانے تشنگان علم اور دیگر مہمانوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اسٹیج پر صوبے بھر اور افغانستان سے آئے ہوئے ممتاز علماء کرام اور افغان جہاد کے نامور کمانڈر تشریف فرما تھے۔ مجمع کی کثرت کے باعث ہوا کو گزرنے کی مجال نہیں تھی اور سخت گرمی اور حبس کے اثرات شرکاء کے چہروں پر بہتے پسینوں کی صورت میں ظاہر تھے۔ اتنے میں ایک طرف سے وہیل چیئر پر ایک بزرگ کے آنے کے لیے راستہ بنایا جانے لگا۔ اسٹیج سے یہ خوشخبری سنائی گئی کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہ صاحب بھی علالت کے باوجود تقریب میں شرکت کے لیے تشریف لا رہے ہیں تو سب شرکاء کے چہرے یک دم خوشی سے جھلملا اٹھے۔ پورے مجمع نے انتہائی والہانہ انداز میں کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا۔ آپ کی ایک بہار آفرین مسکراہٹ نے گرمی، حبس، تھکاوٹ اور زیادتی وقت کے احساسات مٹا دیے۔ تقریب کے آخر میں ایمانی جذبات سے لبریز آپ کے خطاب نے تو گویا سماں باندھ دیا۔ بقول شاعر:

یوں مسکرائے جان سے کلیوں میں پڑ گئی
یوں لب کشا ہوئے کہ گلستان بنا دیا

تب مجھے سمجھ آئی کہ دلوں پر حکمرانی کیا ہوتی ہے اور ایمان و یقین کے جذبات جب کسی انسان کی رگ و پے میں سرایت کر جائیں تو تاثیر کی کرشمہ سازی کیسے کیسے جلوے دکھا جاتی ہے۔

علم و آدب، اصلاح و ارشاد اور جہاد و عزیمت کا جامع

مولانا شیر علی شاہ کی رحلت پورے عالم اسلام اور ملک بھر کے لیے بالعموم اور پاک افغان خطے کے لیے بالخصوص ایک بڑا سانحہ ہے۔ مولانا کی ذات علم و ادب، اصلاح و ارشاد، جہاد و عزیمت اور جرات و بہادری سمیت ہر لحاظ سے ایک معتبر و مستند حوالہ سمجھا جاتا تھا۔ مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ کا تعلق سادات خاندان سے تھا، آپ نے جامعہ حقانیہ سے ابتداء سے دورہ حدیث تک کی تعلیم حاصل کی۔ 1955 میں سند فراغت حاصل کرنے کے بعد شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی خواہش پر جامعہ حقانیہ سے منسلک ہوئے۔ 1973 میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور وہاں سے پی ایچ ڈی کی ڈگری سمیت شعبہ قضا میں ایم فل کیا۔ آپ کا شمار مدینہ یونیورسٹی کے ممتاز طلبہ میں ہوتا تھا جہاں سے آپ نے گولڈ میڈل بھی حاصل کیا۔ 11 سے 12 سال جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں تعلیم

حاصل کرنے کے بعد کراچی تشریف لائے اور دارالعلوم کورنگی و جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال میں 2 سال استاذ الحدیث کی حیثیت سے منسلک رہے۔

1996 میں دوبارہ جامعہ حقانیہ سے منسلک ہوئے اور استاذالحدیث کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے، بعد ازاں شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد فرید کے انتقال کے بعد شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہو گئے اور آخر دم تک اس منصب جلیلہ پر فائز رہے۔ انہوں نے شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری اور حافظ الحدیث مولانا عبد اللہ درخواستی سے قرآن مجید کی تفسیر پڑھی۔ مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ کے ہم سبق ساتھیوں میں جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک کے مہتمم مولانا سمیع الحق، مولانا قاری سعید الرحمٰن علوی، مولانا موسیٰ روحانی البازی اور مولانا عدنان کاکاخیل کے والد مولانا عبداللہ کاکاخیل و دیگر نامور علماء شامل تھے۔

کئی زبانوں پر عبور ومہارت

مولانا کو انگلش، عربی، فارسی و دیگر زبانوں پر کمال مہارت حاصل تھی۔ مرحوم کو اپنے وقت کے عرب وعجم کے اکابر علماء سے خصوصی نیاز مندی حاصل تھی اور تمام اکابر علماء ان سے نہایت احترام سے پیش آتے تھے۔ مرحوم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور دیگر دینی و جہادی تنظیموں کی سرپرستی کرتے رہے۔

آپ پاکستان اور افغانستان کے ہزاروں علماء ومشائخ کے استاذ تھے۔ آپ نے تدریس کے ساتھ ساتھ افغانستان میں روس کے خلاف جہاد میں بنیادی حصہ لیا۔ آپ نے تفسیر و حدیث اور دیگر علوم میں کئی اہم کتابیں لکھیں۔ مولانا جیسی جامع الصفات شخصیات صدیوں میں پیدا ہوتی ہیں۔ ان کی وفات سے دینی وعلمی دنیا میں جو خلاء پیدا ہوگیا ہے، شاید مدتوں اسے محسوس کیا جاتا رہے گا۔ اللہ تعالی مولانا کی بال بال مغفرت فرمائے اور ہمیں ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اس خاک کے ذروں سے ہے شرمندہ ستارے
اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحبِ اسرار